جاوید احمد غامدی

ترجمہ و تحقیق: ڈاکٹر محمد عامر گزدر

غنا اور موسیقی

(۱)

— ۱ —

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ:[۱] سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”مَا هَمَمْتُ بِقَبِيحٍ مِمَّا يَهُمُّ بِهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ كِلْتَاهُمَا عَصَمَنِي اللّٰهُ مِنْهُمَا. [فَإِنِّي قَدْ[۲]] قُلْتُ لَيْلَةً لِفَتًى كَانَ مَعِي مِنْ قُرَيْشٍ بِأَعْلَى مَكَّةَ فِي غَنَمٍ لِأَهْلِنَا نَرْعَاهَا: أَبْصِرْ لِي غَنَمِي حَتَّى أَسْمُرَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ بِمَكَّةَ كَمَا يَسْمُرُ الْفِتْيَانُ. قَالَ: نَعَمْ، فَخَرَجْتُ [أُرِيدُ ذٰلِكَ[۳]]، فَلَمَّا جِئْتُ أَدْنَى دَارٍ مِنْ دُورِ مَكَّةَ سَمِعْتُ غِنَاءً، وَصَوْتَ دُفُوفٍ، وَمَزَامِيرَ[۴]. قُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: فُلَانٌ تَزَوَّجَ فُلَانَةً، لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ، [فَجَلَسْتُ أَنْظُرُ،[۵]] فَلَهَوْتُ بِذٰلِكَ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

الْغِنَاءِ، وَبِذٰلِكَ الصَّوْتِ حَتَّى غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَنِمْتُ فَمَا أَيْقَظَنِي إِلَّا مَسُّ الشَّمْسِ، فَرَجَعْتُ إِلَى صَاحِبِي، فَقَالَ: مَا فَعَلْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، ثُمَّ فَعَلْتُ لَيْلَةً أُخْرَى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَخَرَجْتُ، فَسَمِعْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لِي مِثْلُ مَا قِيلَ لِي، فَسَمِعْتُ كَمَا سَمِعْتُ، حَتَّى غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَمَا أَيْقَظَنِي إِلَّا مَسُّ الشَّمْسِ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى صَاحِبِي، فَقَالَ لِي: مَا فَعَلْتَ؟ فَقُلْتُ: مَا فَعَلْتُ شَيْئًا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَوَاللّٰهِ، مَا هَمَمْتُ بَعْدَهُمَا بِسُوءٍ مِمَّا يَعْمَلُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، حَتَّى أَكْرَمَنِي اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بِنُبُوَّتِهِ".

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: زمانۂ جاہلیت کے لوگ جو برائیاں کرتے تھے، میں نے اُن میں سے کسی کا کبھی ارادہ نہیں کیا، دو مرتبہ کے سوا، اور دونوں مرتبہ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی۔ پہلی مرتبہ کا قصہ یہ ہے کہ میں ایک قریشی نوجوان کے ساتھ تھا۔ ہم مکہ کے بالائی علاقے میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرا رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: میری بکریوں کا خیال رکھنا تاکہ آج کی رات میں بھی مکہ میں اُسی طرح گزاروں، جس طرح ہمارے نوجوان گزارتے ہیں'۔ اُس نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اِس ارادے سے میں نکلا۔ پھر جب وہاں پہنچا، جہاں سے مکہ کے گھر شروع ہو رہے تھے تو مجھے گانے، دف اور دوسرے آلات موسیقی کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُنھوں نے قریش کے کسی شخص کے بارے میں بتایا، جس نے قریش کی کسی عورت سے شادی کی تھی کہ فلاں نے فلاں عورت سے شادی کی ہے۔ میں نے یہ سنا تو بیٹھ کر دیکھنے لگا۔ چنانچہ غنا اور موسیقی کی آوازوں میں ایسا مشغول ہوا کہ آنکھ لگ گئی اور میں وہیں سو گیا، یہاں تک کہ اگلی صبح کی دھوپ ہی نے مجھے بیدار کیا۔ سو اُٹھ کر میں اپنے ساتھی کے پاس واپس آیا تو اُس نے پوچھا: رات

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کیا کرتے رہے؟ میں نے یہ قصہ سنا دیا۔ پھر دوسری رات بھی یہی ہوا۔ میں وہاں سے نکلا۔ جس طرح کی آوازیں پچھلی رات سنی تھیں، اُسی طرح کی آوازیں سنیں اور اُن کے بارے میں بھی مجھے وہی بات بتائی گئی جو پچھلی رات بتائی گئی تھی[2]۔ چنانچہ میں اُنھیں سننے میں مشغول ہو گیا، یہاں تک کہ نیند نے آلیا اور پھر سورج کی تپش ہی نے مجھے اُٹھایا۔ اُٹھ کر میں اپنے ساتھی کے پاس واپس آیا تو اُس نے پھر وہی بات پوچھی کہ رات کیا کرتے رہے؟ میں نے کہا: کچھ بھی نہیں کیا[3]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا، اِس کے بعد میں نے کبھی کسی ایسی برائی کا ارادہ نہیں کیا جو زمانۂ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی نبوت سے سرفراز فرما دیا۔

۱۔ اِس سے عرب جاہلی کی وہ شبینہ مجالس مراد ہیں، جن کا اُس زمانے میں عام رواج تھا، اور جن میں بیٹھ کر لوگ گانا بجانا اور قصے کہانیاں سنتے تھے۔ جاہلیت کی شاعری میں اِس طرح کی مجالس کی تصویریں جگہ جگہ دیکھ لی جاسکتی ہیں۔

۲۔ یعنی یہ کہ شادی کی کسی تقریب میں گانا بجانا ہو رہا ہے۔

۳۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح کی مجالس میں شرکت کے لیے گیا تھا، اُن تک پہنچا ہی نہیں اور شادی کی کسی تقریب کا گانا بجانا اور موسیقی سن کر اُسی طرح واپس آگیا ہوں، جس طرح پچھلی رات آیا تھا۔ یہ روایت بالکل صریح ہے کہ گانا بجانا اور آلات موسیقی نہ صرف یہ کہ اصلاً ممنوع نہیں ہیں، بلکہ بعض موقعوں پر اللہ تعالیٰ کے ممنوعات کی طرف جانے سے روکنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لیجیے کہ 'كِلْتَاهُمَا عَصَمَنِي اللّٰهُ مِنْهُمَا' کے الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنھی میں مشغول رہ کر زمانۂ جاہلیت کی بے ہودہ مجالس میں شرکت سے بچے رہنے کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے تعبیر کیا ہے۔ روایت سے واضح ہے کہ آپ نے یہ بات بعثت کے بعد فرمائی اور اِس طرح اپنی پیغمبرانہ حیثیت میں بھی اِس کی تصویب کر دی ہے۔

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً صحیح ابن حبان، رقم ۶۲۷۲ سے لیا گیا ہے۔ اِس واقعے کے راوی تنہا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اِس کے باقی طرق اِن مصادر میں دیکھ لیے جاسکتے ہیں: اخبار مکہ، فاکہی، رقم ۱۷۲۱۔ دلائل النبوۃ، ابو نعیم، رقم ۱۲۸۔ المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، ابن حجر، رقم ۴۲۱۲۔

۲۔اخبار مکہ، فاکہی، رقم ۱۷۲۱۔

۳۔اخبار مکہ، فاکہی، رقم ۱۷۲۱۔

۴۔اخبار مکہ، فاکہی، رقم ۱۷۲۱ میں بالکل یہی بات 'سَمِعْتُ عَزْفًا بِغَرَابِيلَ وَمَزَامِيرَ' کے الفاظ میں نقل ہوئی ہے۔

۵۔اخبار مکہ، فاکہی، رقم ۱۷۲۱۔

— ۲ —

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ:[1] كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ المَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا [أُخْرَى[2]] مِنَ الخُمُسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ، فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ الصَّوَّاغِينَ، وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الأَقْتَابِ، وَالغَرَائِرِ، وَالحِبَالِ، وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، رَجَعْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا شَارِفَايَ قَدْ اجْتُبَّ أَسْنِمَتُهُمَا، وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ المَنْظَرَ مِنْهُمَا، فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ فَقَالُوا: فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هٰذَا البَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الأَنْصَارِ، [عِنْدَهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَتْ فِي غِنَائِهَا: أَلاَ يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ، فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ، فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، وَأَخَذَ مِنْ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

أَكْبَادِهِمَا، قَالَ عَلِيٌّ:[3] فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِي الَّذِي لَقِيتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''مَا لَكَ؟''، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ، عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ، فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ، فَارْتَدَى، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ، فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنُوا لَهُمْ، فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ، فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ، مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ إِلَى سُرَّتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي؟ فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ، فَنَكَصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى، [فَخَرَجَ[4]] وَخَرَجْنَا مَعَهُ، [وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ[5]].

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے اموال غنیمت میں سے ایک اونٹنی میرے حصے میں آئی اور ایک اونٹنی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کے حصے سے مزید عنایت فرمائی۔ چنانچہ جب میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ سے نکاح کر کے اُنھیں اپنے گھر لے آؤں تو میں نے بنو قینقاع کے ایک سنار کے ساتھ یہ طے کیا کہ وہ

میرے ساتھ چلے اور ہم اِن اونٹنیوں پر لاد کر اذخر گھاس لے آئیں۔ میں چاہتا تھا کہ اُس گھاس کو سناروں کے ہاں فروخت کر کے اُس کی قیمت سے اپنے نکاح کے ولیمہ کا بندوبست کروں۔ میں اِن اونٹنیوں کا ساز و سامان، پالان اور تھیلے اور رسیاں جمع کر رہا تھا اور میری یہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری کے مکان کے پاس بیٹھی تھیں۔ میں یہ سب چیزیں اکٹھی کر کے لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری اونٹنیوں کے کوہان اِسی اثنا میں کاٹ دیے گئے، اُن کے پیٹ چیر دیے گئے اور اُن کے اندر سے اُن کے جگر نکال لیے گئے ہیں۔ میں نے دونوں اونٹنیوں کو اِس حال میں دیکھا تو بے اختیار رو پڑا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبد المطلب نے، اور وہ اِس گھر میں انصار کے بعض مے نوشوں کے ساتھ بیٹھے شراب پی رہے ہیں۔ وہاں اُن کے دوست اور اُن کے ساتھ ایک گانے والی بھی ہے۔ اُس نے جب اپنے گانے میں یہ کہا کہ حمزہ، اٹھو اور اِن فربہ اونٹنیوں کو ذبح کر ڈالو تو حمزہ یہ سنتے ہی اپنی تلوار کی طرف لپکے اور اُس سے دونوں اونٹنیوں کی کوہانیں کاٹ ڈالیں اور پیٹ پھاڑ کر اُن کے کلیجے نکال لیے[1]۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے چلا اور سیدھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ کے پاس اُس وقت زید بن حارثہ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ کو دیکھتے ہی آپ سمجھ گئے کہ میں کسی صدمے سے دوچار ہوں۔ چنانچہ آپ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ، میں نے جیسا برا دن آج دیکھا ہے، کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری دونوں اونٹنیوں پر دست درازی کی، اُن کے کوہان کاٹے اور پیٹ چاک کر دیے ہیں اور وہ یہاں اپنے دوستوں کے ساتھ ایک گھر میں مے نوشی کی مجلس لگائے بیٹھے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اپنی چادر منگوائی، اُسے پہنا اور چل پڑے۔ میں اور زید بن حارثہ بھی آپ کے پیچھے آپ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ آپ اُس گھر تک جا پہنچے جہاں حمزہ تھے۔ آپ نے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ لوگوں نے اجازت دی۔ آپ داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سب مے نوشی میں مشغول ہیں۔ حمزہ نے جو کچھ کیا تھا،

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنھیں اُس پر ملامت کرنے لگے۔ مگر حمزہ کا معاملہ یہ تھا کہ اُن کی آنکھیں سرخ تھیں اور وہ نشے میں دھت ہو چکے تھے۔ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، پھر نظر اٹھائی اور آپ کو گھٹنوں تک دیکھا، پھر نظر اُٹھائی اور آپ کو ناف تک دیکھا، پھر نظر اُٹھائی اور آپ کے چہرے کو دیکھا، پھر کہنے لگے: تم سب تو میرے باپ کے غلام ہی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر محسوس کر لیا کہ وہ سخت نشے میں ہیں۔ چنانچہ آپ فوراً پلٹے اور وہاں سے نکلے۔ چنانچہ ہم بھی آپ کے ساتھ باہر آ گئے۔ یہ شراب کی حرمت کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے[۴]۔

۱۔ صاف واضح ہے کہ اِس حادثے کی ترغیب شراب کے نشے میں اور ایک مغنیہ کے گانے سے ہوئی۔ اِس طرح کی مجالس مدینے میں اور بھی ہوتی رہی ہوں گی۔ تاہم قرآن نے شراب کی خباثت تو بیان فرمائی، لیکن 'اَلْحَمْد' سے 'النَّاس' تک دیکھ لیجیے، غنا اور موسیقی کے بارے میں کسی جگہ ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

۲۔ اللہ کے دین میں خور و نوش کے طیبات ہی ہمیشہ حلال رہے ہیں۔ چنانچہ شراب نوشی کبھی حلال نہیں تھی۔ یہاں حرمت کے نزول سے مراد قرآن کا وہ اعلان ہے، جس میں ایک موقع پر، جب لوگ سننے اور ماننے کے لیے پوری طرح تیار ہو گئے تو صاف کہہ دیا گیا کہ یہ گندا شیطانی کام ہے، اِس سے ہر مسلمان کو دور رہنا چاہیے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

متن کے حواشی

۱۔ اِس واقعے کا متن اصلاً صحیح بخاری، رقم ۳۰۹۱ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی بھی تنہا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور اِس کے متابعات اِن مصادر میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: مسند احمد، رقم ۱۲۰۱۔ صحیح بخاری، رقم ۲۰۸۹، ۲۳۷۵، ۴۰۰۳۔ صحیح مسلم، رقم ۱۹۷۹۔ سنن ابی داؤد، رقم ۲۹۸۶۔ الآحاد والمثانی، ابن ابی عاصم، رقم ۱۹۱۔ مسند بزار، رقم ۵۰۲۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۵۴۷۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۷۹۰۰، ۷۹۰۱، ۷۹۰۲، ۷۹۰۳، ۷۹۰۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۵۳۶۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۲۹۵۶۔

۲۔ صحیح بخاری، رقم ۲۳۷۵۔

۳۔ صحیح بخاری، رقم ۴۰۰۳۔

۴۔ صحیح بخاری، رقم ۴۰۰۳۔

۵۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۱۔

— ۳ —

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ الأَشْعَرِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ، وَاللهِ مَا كَذَبَنِي، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:[1] ”لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ[2] وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ“.

عبدالرحمٰن بن غنم اشعری کا بیان ہے کہ مجھ سے ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ـــــ اور بخدا، اُنھوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا ـــــ کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے فرمایا: میری امت میں کچھ ایسے لوگ ضرور پیدا ہوں گے جو شرم گاہوں[1] اور ریشم[2] اور شراب اور موسیقی کے سازوں[3] کو حلال کرلیں گے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے زنا اور اغلام جیسے گناہوں کا ارتکاب کریں گے اور اِس طرح اُن شرم گاہوں کو عملاً حلال کرلیں گے جنھیں اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھیرایا ہے۔ یہ قید اس لیے ضروری ہے کہ تمام شرم گاہیں حرام نہیں ہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ بیویوں کی شرم گاہیں خدا کے دین میں کبھی حرام قرار نہیں دی گئیں۔ وہ ہمیشہ حلال رہی ہیں اور حلال ہی رہیں گی۔

۲۔ یعنی جب وہ کسی معاشرے میں مترفین کا لباس سمجھا جاتا ہو جو انسان کے باطن میں ’بغي بغير الحق‘ کے رجحانات پر دلالت کرتا اور ظاہر میں تکبر کی علامت بن جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایسا ہی تھا۔ اِس کی یہ حیثیت اب باقی نہیں رہی، لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اِس کی جگہ بہت سی دوسری چیزیں آچکی ہیں، جن کی حیثیت اِس زمانے میں وہی ہے جو اُس وقت ریشم کی تھی۔ چنانچہ اُن کا حکم بھی یہی ہونا چاہیے۔

۳۔ مطلب یہ ہے کہ اُس صورت میں بھی حلال کرلیں گے، جب وہ مشرکانہ تصورات و عقائد اور فواحش کی ترغیب کے لیے استعمال کیے جا رہے ہوں، جس طرح کہ ہمارے اِس زمانے کے زیادہ تر فلمی گیتوں اور نعتوں اور قوالیوں میں بغیر کسی تردد کے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ یہ شرط اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف (۷) کی آیت ۳۳ میں صراحت کر دی ہے کہ خور و نوش کی حرمتوں کے علاوہ اُس نے صرف پانچ ہی چیزیں

حرام کی ہیں، یعنی فواحش، حق تلفی، جان و مال اور آبرو کے خلاف زیادتی اور شرک و بدعت۔ آگے کی روایتوں سے یہی حقیقت مزید مبرہن ہو جائے گی۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح بخاری، رقم ۵۵۹۰ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی تنہا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ یا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ ہیں اور اِس کے متابعات جن مراجع میں نقل ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں: سنن ابی داؤد، رقم ۴۰۳۹۔ المنتقی من مسند المقلین، دعلج سجستانی، رقم ۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۷۵۴۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۳۴۱۷۔ مسند الشامیین، طبرانی، رقم ۵۸۸۔ السنن الصغریٰ، بیہقی، رقم ۳۳۵۳۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۶۱۰۰، ۲۰۹۸۸۔

۲۔ بعض طرق، مثلاً سنن ابی داؤد، رقم ۴۰۳۹ میں یہاں 'الحِرَ'''شرم گاہ'' کے بجاے 'الْخَزَّ' کا لفظ نقل ہوا ہے، جو ریشم ہی کی ایک قسم کے لیے مستعمل ہے۔

— ۴ —

عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ،[1] أَنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَوَضَعَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ،[2] [فَضَرَبَ وَجْهَ النَّاقَةِ،][3] وَعَدَلَ رَاحِلَتَهُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا نَافِعُ، أَتَسْمَعُ؟ فَأَقُولُ: نَعَمْ، فَيَمْضِي حَتَّى [إِذَا انْقَطَعَ الصَّوْتُ،[4]] قُلْتُ: لَا، فَوَضَعَ يَدَيْهِ، وَأَعَادَ رَاحِلَتَهُ إِلَى الطَّرِيقِ، وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا[5].

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر نے ایک مرتبہ سفر میں کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں دونوں کانوں میں ڈال لیں اور اپنی اونٹنی

کے چہرے پر ہاتھ مار کر سواری کو دوسری طرف موڑا اور اپنا راستہ بدل لیا۔ پھر وقفے وقفے سے وہ مجھ سے پوچھتے رہے: نافع، کیا اب بھی وہی آواز سن رہے ہو؟ میں جب ہاں میں جواب دیتا تو وہ چلتے رہتے، یہاں تک کہ جب آواز بند ہو گئی اور میں نے کہا: نہیں، اب کوئی آواز نہیں آ رہی تو اُنھوں نے اپنے ہاتھ کانوں سے ہٹا لیے اور سواری کو دوبارہ اُسی راستے پر لے آئے، جس پر چل رہے تھے۔ پھر فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو میں نے آپ کو اِسی طرح کرتے دیکھا تھا[1]۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلوم ہے کہ سفر کے دوران میں سواری پر بیٹھے ہوئے بھی آپ اکثر ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ چرواہے کی بانسری کو اِس میں خلل انداز ہوتے دیکھ کر آپ نے کسی موقع پر یقیناً ایسا کیا ہو گا، مگر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طبیعت کے لحاظ سے اِس کو بانسری کی آواز سے کراہت پر محمول کیا۔ اِس میں شبہ نہیں کہ یہ محض غلط فہمی ہے۔ چنانچہ آگے کی روایتوں سے واضح ہو جائے گا کہ بعض موقعوں پر آپ کے سامنے ساز بجائے جاتے رہے اور آپ نے ہرگز اپنی انگلیاں کانوں میں نہیں ڈالیں۔

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.com

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً مسند احمد، رقم ۴۵۳۵ سے لیا گیا ہے۔ اِس واقعے میں نقل ہونے والی حدیث کے راوی تنہا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اِس کے باقی طرق اِن مصادر میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: مسند احمد، رقم ۴۹۶۵۔ سنن ابی داؤد، رقم ۴۹۲۴، ۴۹۲۵، ۴۹۲۶۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۹۳۔ تحریم النرد والشطرنج والملاهي، آجري، رقم ۶۵، ۶۶۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۱۱۷۳۔ المعجم الصغیر، طبرانی، رقم ۱۱۔ فوائد تمام، رقم ۱۳۷۵۔ السنن الصغریٰ، بیہقی، رقم ۳۳۵۸۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۰۹۹۷، ۲۰۹۹۸، ۲۰۹۹۹۔

۲۔ بعض طرق، مثلاً سنن ابی داؤد، رقم ۴۹۲۵ میں اِس واقعے کا آغاز اِس طرح ہوا ہے کہ نافع کہتے ہیں: ’كُنْتُ رِدْفَ ابْنِ عُمَرَ إِذْ مَرَّ بِرَاعٍ يَزْمِرُ‘، ”ابن عمر کا گزر جب ایک چرواہے کے پاس سے ہوا جو بانسری بجا رہا تھا، میں اُس وقت سواری پر اُن کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا“۔

۳۔ المعجم الصغیر، طبرانی، رقم ۱۱۔

۴۔ تحریم النرد والشطرنج والملاهي، آجری، رقم ۶۶۔

۵۔ بعض طرق، مثلاً المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۱۱۷۴۳ میں یہاں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ'، ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اِسی طرح کرتے دیکھا ہے''۔

— ۵ —

عَنْ عَائِشَةَ[۱] أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْأَجْرَاسِ أَنْ تُقْطَعَ مِنْ أَعْنَاقِ الْإِبِلِ يَوْمَ بَدْرٍ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اونٹوں کی گردنوں میں لٹکی ہوئی گھنٹیوں کو کاٹ دیا جائے[۱]۔

۱۔ جنگ کے موقع پر، خاص کر رات کی تاریکی میں ہونے والے حملوں سے بچنے کے لیے اِس طرح کی تدبیروں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دشمن لشکر کے پڑاؤ کی طرف راستہ نہ پاسکے۔ بدر کے موقع پر فرشتوں کی ایک بڑی جماعت بھی مسلمانوں کی نصرت کے لیے موجود رہی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہوسکتا ہے کہ اُن کی رعایت سے یہ ہدایت فرمائی ہو، جیسا کہ آگے کی روایتوں میں بیان ہوا ہے۔ اِسے علی الاطلاق گھنٹیوں کی حرمت یا کراہت کا حکم نہیں سمجھنا چاہیے، جس طرح کہ عام طور پر سمجھا گیا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۲۵۱۶۶ سے لیا گیا ہے۔ اِس کی راوی تنہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور اِس کے باقی طرق اِن مراجع میں دیکھ لیے جاسکتے ہیں: مسند اسحٰق بن راہویہ، رقم ۱۳۱۵۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۷۵۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۶۹۹، ۴۷۰۲۔

— ۶ —

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:[۱] ''الْجَرَسُ مِزْمَارُ[۲] الشَّيْطَانِ''.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھنٹی شیطان کا ساز ہے[1]۔

۱۔ آگے اور پیچھے کی روایتیں پیش نظر ہوں تو یہ سمجھنے میں دقت نہیں ہوتی کہ یہ غالباً اُسی موقع پر فرمایا ہے جب قافلے میں مسلسل بجتی ہوئی گھنٹیوں کی آواز کسی وقت آپ کے ذکر وفکر اور تسبیح و تہلیل میں خلل انداز ہوئی ہے۔ راوی نے اِسے علی الاطلاق بیان کر دیا ہے۔ لیکن اِس فن کے ناقدین جانتے ہیں کہ روایتوں میں اِس نوعیت کے تصرفات بالعموم ہو جاتے ہیں۔ اِن پر متنبہ رہنا چاہیے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۸۷۸۳ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی تنہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور اِس کے متابعات اِن مراجع میں نقل ہوئے ہیں: احادیث اسمٰعیل بن جعفر، رقم ۲۸۸۔ مسند احمد، رقم ۸۸۵۱۔ صحیح مسلم، رقم ۲۱۱۴۔ سنن ابی داؤد، رقم ۲۵۵۶۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۷۶۱۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۶۵۱۹۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۵۵۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۷۰۴۔ مستدرک حاکم، رقم ۱۶۲۹۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۰۳۲۶۔

۲۔ بعض طرق، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۲۱۱۴ میں یہاں اسم مفرد 'مِزْمَار' کے بجاے جمع کا صیغہ، یعنی 'مَزَامِیرُ' کا لفظ نقل ہوا ہے، جب کہ احادیث اسمٰعیل بن جعفر، رقم ۲۸۸ میں روایت کے الفاظ اِس طرح آئے ہیں: '«الْجَرَسُ مِنْ مَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ»'، ''گھنٹی شیطان کے سازوں میں سے ایک ساز ہے''۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

— ۷ —

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:[1] قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ".

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قافلے میں کتا یا گھنٹی ہو، فرشتے اُس کے ہم راہ نہیں ہوتے[1]۔

ا۔اِس کی وجہ بھی، ہمارے نزدیک وہی ہے جو پیچھے بیان ہو چکی کہ فرشتے ہمہ وقت تسبیح و تقدیس میں مشغول ہوتے ہیں، جب کہ گھنٹی بجنے سے نہیں رکتی اور کتے بھونکنے سے باز نہیں رہتے، لہٰذا اُن کے اِس پاکیزہ شغل میں مسلسل دخل انداز ہوتے رہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلوں میں فرشتوں کی حاضری جیسی کچھ رہتی ہو گی، اُس کے پیش نظر اگر آپ نے یہ تنبیہ فرمائی ہے تو اِس کو سمجھا جا سکتا ہے۔اِس سے عام قافلوں کے بارے میں کوئی حکم اخذ کرنا کسی طرح موزوں نہیں ہو گا۔

متن کے حواشی

ا۔اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۷۵۶۶ سے لیا گیا ہے۔اِس کے متابعات اِن مصادر میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: مسند ابن جعد، رقم ۲۶۷۰۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۲۵۹۲۔ مسند اسحٰق بن راہویہ، رقم ۲۸۰۔ مسند احمد، رقم ۸۰۹۷، ۸۳۳۷، ۸۵۲۸، ۸۹۹۸، ۹۰۸۹، ۹۳۶۲، ۹۷۳۸، ۱۰۱۶۱، ۱۰۹۴۱۔ سنن دارمی، رقم ۲۷۱۸۔ صحیح مسلم، رقم ۲۱۱۳۔ سنن ابی داؤد، رقم ۲۵۵۵۔ سنن ترمذی، رقم ۱۷۰۳۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۷۵۹، ۱۱۹۴۱، ۱۱۹۴۲۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۵۵۳۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۷۰۳۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۰۳۲۷۔

اِس کے شواہد ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہوئے ہیں۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے طرق جن مراجع میں نقل ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں: مسند ابن جعد، رقم ۲۶۲۲۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۵۲۲۲۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۷۶۲، ۹۴۸۳۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۹۳، ۸۹۸، ۸۹۹۔ مسند شامیین، طبرانی، رقم ۱۷۸۵۔ فوائد تمام، رقم ۱۵۷۳، جب کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے شاہد کی روایتیں اِن مصادر میں دیکھ لی جا سکتی ہیں: جامع معمر بن راشد، رقم ۱۹۶۹۸۔ موطا مالک (روایۃ محمد بن حسن شیبانی)، رقم ۹۰۳۔ مسند اسحٰق بن راہویہ، رقم ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹۔ مسند احمد، رقم ۲۶۷۷۰، ۲۶۷۷۱، ۲۶۷۷۷، ۲۶۷۸۰، ۲۷۳۹۷، ۲۷۴۰۰، ۲۷۴۰۹۔ سنن دارمی، رقم ۲۷۱۷۔ سنن ابی داؤد، رقم ۲۵۵۴۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۷۶۰۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۷۱۲۵، ۷۱۳۳، ۷۱۳۶۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۷۰۵۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۴۷۲، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۸۷۔

— ۸ —

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ:[۱] سَمِعْتُ

رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ”لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیہِ جَرَسٌ وَلَا تَصْحَبُ رُفْقَۃً[2] فِیھَا جَرَسٌ“[3].

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے فرمایا: جس گھر میں گھنٹی ہو، فرشتے اُس میں داخل نہیں ہوتے اور جس قافلے میں گھنٹی ہو، وہ اُس کے ہم راہ بھی نہیں ہوتے[1]۔

۱۔ دیہات کے گھروں میں دیکھا ہے کہ گھنٹیاں بعض اوقات کمروں میں آنے جانے کے دروازوں پر لٹکا دی جاتی ہیں اور گزرنے والوں سے ٹکرا کر مسلسل بجتی رہتی ہیں۔ اِس طرح کی صورت حال گھر یا قافلے میں، جہاں بھی پیدا ہو، اُس سے فرشتوں کے اِبا کی وجہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں اور قافلوں میں اُن کی آمد و رفت جیسی کچھ رہتی ہو گی، یہ آپ نے غالباً اُسی کے پیش نظر اور اپنے ہی گھروں اور قافلوں کے بارے میں فرمایا ہے، جسے روایت کرنے والوں نے موقع و محل سے قطع نظر کر کے اِس طرح علی الاطلاق بیان کر دیا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

متن کے حواشی

۱۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۹۴۸۳۔

۲۔ بعض طرق، مثلاً مسند ابن جعد، رقم ۲۶۲۲ میں یہاں ’رُفْقَۃً‘ کے بجاے ’عِیرًا‘ کا لفظ آیا ہے۔ معنی کے اعتبار سے دونوں مترادف ہیں۔

۳۔ بعض طرق میں آپ کا یہی ارشاد ذرا مختلف اسلوب میں نقل ہوا ہے۔ مسند احمد، رقم ۲۶۷۷۱ میں یہ الفاظ آئے ہیں: «لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِکَۃُ قَوْمًا فِیھِمْ جَرَسٌ»، جب کہ مسند احمد، رقم ۲۶۷۷۰ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ تعبیر نقل ہوئی ہے: «إِنَّ الْعِیرَ الَّتِي فِیھَا الْجَرَسُ لَا تَصْحَبُھَا الْمَلَائِکَۃُ»۔

— ۹ —

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیدَ[1] أَنَّ امْرَأَۃً جَاءَتْ إِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا عَائِشَۃُ، ”أَتَعْرِفِینَ ھٰذِہِ؟“ قَالَتْ: لَا، یَا نَبِيَّ اللّٰہِ،

فَقَالَ: ”هٰذِهِ قَيْنَةُ بَنِي فُلَانٍ، تُحِبِّينَ أَنْ تُغَنِّيَكِ؟“ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَعْطَاهَا طَبَقًا فَغَنَّتْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْخِرَيْهَا“.

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے سیدہ سے فرمایا: عائشہ، تم اِس عورت کو جانتی ہو؟ سیدہ نے کہا: جی نہیں، اے اللہ کے نبی۔ آپ نے فرمایا: یہ فلاں قبیلے کی گانے والی ہے۔ کیا تم پسند کرو گی کہ یہ تمھیں کچھ گا کر سنائے؟ سیدہ نے جواب میں کہا: کیوں نہیں۔ سائب کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اُسے ایک تھالی دی اور اُس نے سیدہ کو گانا سنایا۔ اِس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان نے اِس کے نتھنوں میں پھونکیں مار دی ہیں[1]۔

---

[1] یعنی جو سانس نتھنوں سے کھینچی جاتی ہے، وہ اِس کے منہ سے شیطان کا جادو بن کر نکلتی ہے۔ یہ سیدہ کو گانا سنوانے کے بعد اُسی طرح متنبہ فرمایا ہے، جس طرح ہاروت و ماروت کے قصے میں بیان ہوا ہے کہ اُن کو جو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا، اُسے جب وہ کسی کو سکھاتے تھے تو اُس کے ساتھ یہ تنبیہ بھی کر دیتے تھے کہ ’﴿إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾‘، ”ہم تو صرف ایک آزمایش ہیں، اِس لیے تم اِس کفر میں نہ پڑو“ (البقرہ ۲: ۱۰۲)۔ یہ نہی، ظاہر ہے کہ نتیجے کے لحاظ سے تھی۔ گویا مدعا یہ تھا کہ ہمارا یہ علم دو دھاری تلوار کی حیثیت رکھتا ہے۔ زیادہ امکان یہی ہے کہ تم لوگ اِسے سیکھ کر برے مقاصد کے لیے استعمال کرو گے اور اِس طرح کفر و شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ یہاں بھی مدعا یہ ہے کہ گانا بجانا اصلاً کوئی بری چیز نہیں ہے۔ تم نے اِسے سن لیا، لیکن متنبہ رہو کہ اِس عورت کی آواز میں ایسا سحر ہے کہ اِس کے ذریعے سے شیطان خدا کے بندوں کو شرک اور فواحش کی طرف کھینچ لے جا سکتا اور اُس کی یاد اور نماز جیسی چیزوں سے غافل کر سکتا ہے۔

اِس لحاظ سے دیکھیے تو یہ روایت ٹھیک اُس رویے کو متعین کر دیتی ہے جو غنا اور موسیقی کے معاملے میں ایک بندۂ مومن کو اختیار کرنا چاہیے، یعنی سننے اور سنوانے میں کوئی حرج نہیں، اِس لیے کہ یہ نہ حرام ہے، نہ مکروہ، اِسے خود پیغمبر نے سنا اور سنوایا ہے، لیکن اِس کے غلط استعمال سے جو آفات لاحق ہو سکتی ہیں، اُن پر متنبہ ضرور

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

رہنا چاہیے تاکہ شیطان اِس کے ذریعے سے انسان کو کسی دوسرے راستے پر نہ لے جائے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۱۵۷۲۰ سے لیا گیا ہے۔ اِس واقعے کے راوی تنہا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ہیں اور اِس کے متابعات السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۹۱۱ اور المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۶۸۶ میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں۔

— ۱۰ —

عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ:[۱] رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيهِ، [وَقَدْ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ،[۲]] فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِمًا أَنْ أَضْرِبَ عَلَى رَأْسِكَ[۳] بِالدُّفِّ [وَأَتَغَنَّى[۴]]، فَقَالَ: "إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَافْعَلِي وَإِلَّا فَلَا". قَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ. قَالَ: فَقَعَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَضَرَبَتْ بِالدُّفِّ، [فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، وَدَخَلَ غَيْرُهُ وَهِيَ تَضْرِبُ[۵]، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ، قَالَ: فَجَعَلَتْ دُفَّهَا خَلْفَهَا وَهِيَ مُقَنَّعَةٌ[۶]. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَفْرَقُ[۷] مِنْكَ يَا عُمَرُ، أَنَا جَالِسٌ، وَدَخَلَ هَؤُلَاءِ، فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ"[۸]].

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے سے فتح یاب ہو کر اموال غنیمت کے ساتھ لوٹے تو ایک سیاہ فام لونڈی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اُس نے کہا: یارسول اللہ، میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ آپ کو سلامتی کے ساتھ واپس لے آیا تو آپ بیٹھے ہوں گے اور میں آپ کے آگے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی۔ آپ نے فرمایا: اگر تم نے نذر

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مانی تھی تو کرلو، ورنہ نہیں[1]۔اُس نے عرض کیا: جی، میں نے واقعی نذر مانی تھی۔ بریدہ کہتے ہیں کہ اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اُس نے دف بجانا شروع کیا۔اِس دوران میں صدیق رضی اللہ عنہ بھی وہاں آئے اور بعض دوسرے لوگ بھی، اور وہ دف بجاتی رہی۔ لیکن پھر عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ لونڈی چادر اوڑھے ہوئے تھی۔ اُس نے اُنھیں دیکھا تو دف کو اپنے پیچھے چھپا لیا[2]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: عمر، شیطان تمھی سے ڈرتا ہے[3]۔ میں یہاں موجود تھا، پھر یہ لوگ بھی آتے رہے (اور اِس کا گیت نہیں رکا)، لیکن تم داخل ہوئے ہو تو اِس نے وہ کیا جو کیا ہے۔

۱۔اِس 'نہیں' کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی شخصیت کے لحاظ سے اِس کو موزوں نہیں سمجھتا کہ فتح کی خوشی میں اِس طرح میرے سامنے شادیانے بجائے جائیں، لیکن تم نے نذر مانی ہے تو کرلو، اِس لیے کہ یہ کوئی ناجائز کام بھی نہیں ہے۔

۲۔اِس سے واضح ہے کہ مدینے کی لونڈیاں بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اُس سختی سے واقف تھیں جو برائی یا برائی کی طرف لے جانے والی چیزوں کے بارے میں اُن کی طبیعت میں پائی جاتی تھی۔

۳۔ یہ محض تحسین کا جملہ ہے۔اِس کے ہرگز یہ معنی نہیں ہیں کہ پیغمبر اور پیغمبر کے جلیل القدر رفقا کوئی شیطانی کام کر رہے تھے یا شیطان اُن سے نہیں ڈرتا تھا۔اِس طرح کے جملے مقابلے سے مجرد ہوتے اور شخصیت میں کسی پہلو کو نمایاں دیکھ کر بولے جاتے ہیں۔اِس میں 'شیطان' کا لفظ بھی غنا اور موسیقی کے اُسی پہلو کو ملحوظ رکھ کر استعمال ہوا ہے جس کی وضاحت ہم پیچھے روایت ۹ میں '«قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْخِرَيْهَا»' کے تحت کر چکے ہیں۔ جن چیزوں کا زیادہ استعمال غلط کاموں کے لیے ہونے لگے، اُن کے بارے میں سیدنا عمر جیسی سختی کے رویے بھی معاشرے کی ضرورت ہوتے ہیں، اِس لیے کہ اُنھی سے توازن قائم رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً اِسی بنا پر اُنھیں یہاں کسی اصلاح کی طرف توجہ نہیں دلائی، بلکہ اُن کی تحسین ہی فرمائی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

متن کے حواشی

۱۔اِس روایت کا متن اصلاً مسند احمد، رقم ۲۳۰۱۱ سے لیا گیا ہے۔اِس واقعے کے راوی تنہا بریدہ اسلمی رضی اللہ

عنہ ہیں اور اِس کے متابعات جن مصادر میں نقل ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں: مسند احمد، رقم ۲۲۹۸۹۔ فضائل الصحابہ، احمد بن حنبل، رقم ۴۸۰، ۵۹۴۔ سنن ترمذی، رقم ۳۶۹۰۔ مسند بزار، رقم ۴۴۱۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۳۸۶۔ السنن الصغریٰ، بیہقی، رقم ۳۲۰۹۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۰۱۰۱۔

۲۔ فضائل الصحابہ، احمد بن حنبل، رقم ۵۹۴۔

۳۔ بعض طرق، مثلاً سنن ترمذی، رقم ۳۶۹۰ میں یہاں 'عَلَى رَأْسِكَ' کے بجاے 'بَيْنَ يَدَيْكَ' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ معنی کے لحاظ سے دونوں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔

۴۔ سنن ترمذی، رقم ۳۶۹۰۔

۵۔ بعض طرق، مثلاً سنن ترمذی، رقم ۳۶۹۰ میں اِس موقع پر سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے داخل ہونے کا بیان بھی موجود ہے۔

۶۔ فضائل الصحابہ، احمد بن حنبل، رقم ۵۹۴ میں یہاں یہ بھی نقل ہوا ہے کہ 'فَلَمَّا سَمِعَتْ حَسَّهُ أَلْقَتِ الدُّفَّ وَجَلَسَتْ مُنْقَمِعَةً' ''جب اُسے محسوس ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ آرہے ہیں تو اپنے دف کو رکھ دیا اور سمٹ کر بیٹھ گئی''۔

۷۔ بعض روایتوں، مثلاً السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۰۱۰۱ میں یہاں 'لَيَفْرَقُ' کے بجاے 'يَخَافُ' کا لفظ نقل ہوا ہے، جب کہ بعض طرق، مثلاً السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۰۱۰۱ میں یہاں 'فَأَلْقَتْ بِالدُّفِّ تَحْتَهَا، وَقَعَدَتْ عَلَيْهِ' ''وہ دف کو اپنے نیچے چھپا کر اُس کے اوپر بیٹھ گئی'' کے الفاظ روایت ہوئے ہیں۔

۸۔ مسند احمد، رقم ۲۲۹۸۹۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org